

اردو ادب کے دو بڑے حصے نثر اور نظم، ان میں سے پہلا نثر یا اردو نثری ادب خاصا وسیع دائرہ رکھتا ہے۔

وجہ تسمیہ

نثر کے معنی ہیں 'بکھرے' یا بکھیر یا بکھرا ہو۔ یعنی ادب کا وہ پہلو جو ایک نظم و ضبط نہ رکھتا ہو اور بکھرا بکھرا ہو وہ نثر کہلاتا ہے۔

تاریخ

اردو کی نثر نگاری کو اگر دیکھا جائے تو اس کے اصناف نظمی اصناف سے بھی کہیں زیادہ ملتے ہیں۔ اردو کا نثری ادب عربی اور فارسی ادب سے جداگانہ نہیں ہے۔ بلکہ عربی اور فارسی سے موثر اردو نثری ادب فارسی ادب کی عکاسی کرتا ہے ساتھ ساتھ عصری اصناف کو بھی اپنے دائرے میں سمیٹ لیتا ہے۔

نثری ادب میں مذہبی اور غیر مذہبی ادب

مذہبی ادب

اردو زبان میں اسلامی ادب اور شریعت کی کئی تصانیف ہیں۔ اس میں تفسیر القرآن، قرآنی تراجم، احادیث، فقہ، تاریخ اسلام، روحانیت اور صوفی طریقہ کی بے شمار کتابیں دستیاب ہیں۔ عربی اور فارسی کی کئی کلاسیکی کتب کے بھی تراجم اردو میں ہیں۔ ساتھ ساتھ کئی اہم، مقبول، معروف اسلامی ادبی کتب کا خزینہ اردو میں دستیاب ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ پنڈت روپ چند جوشی نے 18ویں صدی میں ایک کتاب لکھی جس کا نام لال کتاب ہے۔ اس کا موضوع فالنامہ ہے۔ یہ کتاب برہمنوں کے اُن خاندانوں میں جہاں اردو عام زبان تھی، کافی مشہور کتاب مانی گئی۔

غیر مذہبی یا ادبی ادب

غیر مذہبی ادب کو پھر سے دو اشکال میں دیکھ سکتے ہیں۔ ایک فکشن ہے تو دوسرا غیر فکشن۔

فکشن اصناف : افسانہ نگاری کافی مشہور صنف تسلیم کی گئی۔ افسانہ لکھنے والے کو افسانہ نگار کہتے ہیں۔ ان افسانہ نگاروں میں مشہور منشی پریم چند، سعادت حسن منٹو، راجندر سنگھ بیدی، کرشن چندر، قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، غلام عباس اور احمد ندیم قاسمی شہرہ یافتہ ہیں۔

ادبی اصناف

داستان گوئی

اردو نثری ادب میں داستان گوئی کافی مشہور صنف ہے۔ داستانوں میں عام طور پر دیومالائی کہانیاں (اساطیر)، قصے اور دوسرے حالات بیان ہوتے ہیں۔

یہ صنف، قصہ گوئیوں پر، دلچسپ کہانی قصوں پر مبنی ہے۔ حقائق اور دلائل سے پرے داستانیں ہی اس صنف کے موضوعات تھے۔ فارسی مثنوی، پنجابی قصے، سندھی واقعاتی بیت وغیرہ داستانوی موضوعات بن گئے۔ سب سے قدیم اردو داستان حمزہ نامہ یا داستان امیر حمزہ ہے۔ میر تقی خیال کی بوستان خیال (1760ء) بھی اپنا خاص مقام رکھتی ہے۔ اردو ادب میں جتنی بھی داستانیں ملتی ہیں وہ 19ویں صدی میں لکھے گئی ہیں۔ میر امن کی باغ و بہار، نہال چند لاہوری کی مذہب عشق، حیدر بخش حیدر کی آرائش محفل اور خلیل علی خان اشک کی گلزار چین وغیرہ اہم داستانیں ہیں۔ اور دیگر مشہور داستانیں حسین عطا خان تحسین کی نو طرز مرصع، مہر چند کھتری کی نو آئین ہندی (قصہ ملک محمود و گیتی افروز)، شاہ حسین حقیقت کی جذبہ عشق، سید محمد حسین جاہ کی طلسم ہوش ربا ہیں۔

ایسی نثر جو عام فہم بھی نہ ہو اور اس میں بہت زیادہ مشکل استعارات و تشبیہات بھی نہ ہوں۔ جیسے: "دارالحکومت کے لئے عوام کے مسائل کا حل گویا ایک امر محال ہے؛ جس نے اذہان انسانی کو تشویش میں ڈال رکھا ہے۔"

(4) دقیق رنگین:

وہ نثر جس کے معنی آسانی سے سمجھ میں نہ آئیں اور اس میں دقیق الفاظ، مشکل تعبیرات اور بعید از فہم تشبیہات و استعارات کا خوب استعمال ہو۔ جیسے طوطی شکستان بلمس اظفار فیض آثار، محب عظمطم۔ صدیق عشمشم۔ طوطی شکر ستان شیریں زبانی۔

اوصاف نثر

ہر نثر میں چار طرح کے اوصاف ہوتے ہیں:

(1) عالمانہ

(2) عارفانہ

(3) شاعرانہ

(4) منشیانہ

عالمانہ:

الفاظ و معانی کے اعتبار سے تحریر بہت زیادہ دقیق نہ ہو، علمی باتیں ہوں، ضرورت کے بقدر دلائل کی تخریج ہو، تحقیق لغت اور استعارات و کنایات سے مالا مال ہو۔

عارفانہ:

ایسی تحریر جو فکر کی بلندی، ذہن کی سرفراقی، تصورات کی رفعت، تخیلات کی پاکیزگی، کائنات کے اسرار و رموز اور عالم کے کشف و حقائق پر مشتمل ہو۔ جیسے: اہل تصوف اور اولیاء اللہ کی تحریریں۔

شاعرانہ:

ایسی نثر جس کے الفاظ میں ترکیبیں، بندشیں، سب شاعرانہ اور رنگین ہوں اور تشبیہات و استعارات کا خزانہ ہو، جو معنی کے لحاظ سے بھی شاعرانہ ذوق کی عکاس ہو۔

منشیانہ:

جو نثر روز مرہ کے محاورات سے مزین، جس کے الفاظ سادگی و سلاست پر مشتمل اور جو انشا پرداز کے تجربات و مشاہدات سے آراستہ ہو۔

اصناف نثر

انشائیہ:

نثری ادب کی ایک مقبول اور پسندیدہ صنف "انشائیہ" ہے، کچھ لوگ "مضمون" اور "انشائیہ" میں فرق نہیں کرتے، حالانکہ انشائیہ تحریر کی ایک منفرد صورت ہے اور نثری ادب میں اس کا ایک الگ صنفی مقام ہے۔ انشائیہ نگار کے الفاظ گلہائے رنگا رنگ سے سجے ہوتے ہیں، وہ کاغذ کے چمنستان کو مختلف خیالات، تاثرات، مشاہدات، محاورات اور مزاحیہ استعارات کے رنگ برنگے پھول بوٹوں سے بھر دیتا ہے، تنقیدی لہجہ انشائیہ نگار کی خوبی ہے، انشائیہ لکھنے والے کی نگاہ کسی ایک واقعے، قصے یا حادثے پر نہیں ہوتی؛ بلکہ وہ ایسا اچھوتا انداز اختیار کرتا ہے جس میں قاری کی دلچسپی کو اپنا مقصد بناتا ہے، اس کی تحریر میں نہ سنجیدہ پن ہوتا ہے اور نہ رنج و غم کا اظہار، انشائیہ میں کہانی پن ادبی جرم ہے۔ خیالات کی بے ترتیبی انشائیہ کا حسن ہے۔

مضمون یا مقالہ:

ادب کی وہ صنف جو سنجیدگی، متانت، علم کی رونق اور صداقت و دیانت کے دائرے میں لکھی جائے۔ مقالہ میں کسی سنجیدہ موضوع پر روشنی ڈالی جاتی ہے، اس میں حکمت و فلسفہ اور علم و دانش کے مطابق کسی ایک عنوان پر قلم کار کے مثبت اور عمدہ خیالات ہوتے ہیں، صاحب قلم کو کسی مضمون یا مقالے میں علمی و سائنسی یا عالمانہ و فاضلانہ امور کو اجاگر کرنے کا موقع ملتا ہے۔

مقالہ ہمیں وقت اور زمانہ، زمانے کی رفتار اور معاشرہ و ماحول سے روشناس کراتا ہے۔ آسمان، خلا، فضا، نظام شمسی، ہوا، بادل، بارش، موسم وغیرہ کے متعلق ہم غور کرتے ہیں، کتنے ہی سوالات ہمارے ذہن کی سطح پر ابھرتے ہیں۔ ایسے موقع پر ایک سائنسی مقالہ ہماری آسودگی کا سبب بن جاتا ہے، کسی بھی موضوع پر ایک تحقیقی اور معلوماتی مقالہ ہمارے ذہنوں کے بنددریچوں کو کھول دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ مقالہ کے لئے زبان و بیان کا واضح اور صاف ستھرا ہونا ضروری ہے، ادبیرنگ اور دلکش اسلوب مقالے کے حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔ ہمیں اخبارات و رسائل میں مختلف موضوعات پر مقالے پڑھنے کو ملتے ہیں۔ ادبی، علمی و فقہی سیمیناروں میں کسی خاص موضوع پر مقالے پیش کئے جاتے ہیں۔

داستان:

یہ صنف ناول، افسانہ اور ڈرامے کی اخوات میں شمار ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا اسلوب اور انداز قدرے مختلف ہے، داستانوں میں عجیب و غریب خیالی واقعات کو دلچسپ انداز میں بیان کیا جاتا ہے، داستانی تحریریں پڑھنے اور سننے والے کو اپنی طرف کھینچتی چلی جاتی ہیں۔ داستانیں ماضی کی روایت رہی ہیں۔ داستان میں واقعات کا الجھاؤ، پیچیدگی، بیان کی طوالت اور کرداروں کی کثرت ہوتی، لیکن اس کے باوجود اس کا حسن باقی اور اس کی دلکشی برقرار رہتی ہے۔ پڑھنے یا سننے والا داستان کے انجام تک پہنچنے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔

ناول:

سے ماخوذ ہے، جس کے معنی انوکھے اور عجیب و غریب کے ہیں، ناول اصل میں زندگی کی تصویر Novel ناول انگلش لفظ کشی اور زمانے کی منظر کشی کا ایک تحریری فن ہے، اس میں انسانی احساسات و جذبات اور حیات کی حقیقتوں کو نرالے انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ مناسب الفاظ و تراکیب اس انوکھے پن کی کیفیت پیدا کرتے ہیں، ناول میں کردار کے ہر پہلو پر تفصیلی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ پلاٹ، کردار نگاری، منظر نگاری، جزئیات نگاری اور مکالمہ نگاری وغیرہ ناول کے بنیادی عناصر ہیں۔

افسانہ:

مختصر کہانی کو افسانہ کہتے ہیں۔ ناول کی طرح افسانہ کے موضوعات کا دائرہ بھی وسیع ہے۔ افسانوں میں سماجی مسائل اور انسانوں کی ذہنی و جذباتی الجھنوں کی ترجمانی ہوتی ہے۔ افسانہ نگار اپنی تحریر میں زندگی کے پیچ و خم، نا آسودگی، رنج و غم، طبقاتی کشمکش، عدم رواداری، رنگ و نسل کی تفریق، غربت و افلاس، ظلم و ستم اور نا انصافی جیسے مسائل کا رونا روتا ہے۔ افسانے میں واقعات کو تفصیل کے بجائے اختصار سے پیش کیا جاتا ہے۔ پلاٹ، منظر نگاری، مکالمہ نگاری اور کردار نگاری وغیرہ اس کے اجزائے ترکیبی ہیں، افسانے اور ناول کے تشکیلی عناصر میں کئی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔

سوانح:

اس میں کسی شخصیت کے (پیدائش سے لے کر موت تک) حالات زندگی کو بالتفصیل پیش کیا جاتا ہے، سوانح کے مطالعے سے نہ صرف کسی شخصیت کے احوال زندگی، تعلیم و تربیت اور عادت و اطوار کا علم ہوتا ہے، بلکہ اس عہد کے تاریخی، تہذیبی، سیاسی اور ادبی حالات و رجحانات سے بھی واقفیت ہوتی ہے۔ سوانح کسی بھی علمی، ادبی، سیاسی یا معروف شخصیت کی زندگی سے متعلق لکھی جا سکتی ہے۔ واقعات کی صداقت اور حالات کی صحیح عکاسی سوانح نگار کے لئے ضروری ہے۔ ہم نے بہت سے عقیدت مند سوانح نگاروں کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ اکثر سوانح نگار عقیدت و محبت میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ صاحب سوانح کو فرش سے عرش تک پہنچا دیتے ہیں، تعریف میں اس قدر غلو کہ اللہ کی پناہ!! آداب و القاب میں اس قدر اضافہ کہ صاحب سوانح کی روح بھی شرمسار ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ حال عام قلم کاروں سے زیادہ خواص یعنی علماء کی جماعت کا ہے۔

خودنوشت:

خود نوشت بھی کسی شخصیت کی داستان حیات ہوتی ہے، لیکن اس کو کوئی دوسرا نہیں، بلکہ وہ بدست خود لکھتا ہے، اسے "خود نوشت سوانح" بھی کہتے ہیں۔ خود نوشت لکھنے والا اپنے حالات زندگی اور تجربات و مشاہدات کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، کبھی گردش ایام کی ستم کاریوں کا تذکرہ کرتا ہے تو کبھی زندگی کے چمنستان میں فصل بہار کی آمد و رفت کا۔ خود نوشت کو "آپ بیتی" بھی کہتے ہیں، جس میں لکھنے والا اپنی روداد زندگی کو اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ آپ بیتی "جگ بیتی" بن جاتی ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی اور شیخ زکریا کاندھلوی کی آپ بیتیاں پڑھنے لائق ہیں۔

سفرنامہ:

سفر نامے میں چشم دید واقعات اور سیروسیاحت کی داستان قلم بند کی جاتی ہے۔ کسی بھی سفر نامے کو پڑھ کر کسی ملک و قوم کی خوش حالی، ترقی، روایت، تہذیب و ثقافت اور جغرافیائی حدود کا علم ہوتا ہے۔ سفرنامہ لکھنے والا واقعات و حادثات کا خود شاہد ہوتا ہے اور دوسروں کے سہارے کے بغیر اپنی داستان سفر رقم کرتا ہے، ہاں! اگر وہ اس میں کسی دستاویز یا طویل العمر بوڑھوں کے تعاون سے کسی جگہ کی تاریخی جھلکیاں پیش کرنا چاہے تو بات دیگر ہے۔